سلسلہ انسداد ارتداد

اسلامی رسول کے معجزات

از حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ

پتہ دفتر حلقہ مشایخ بک ڈپو دہلی

نومبر ۱۹۲۴ء

قیمت ۶/

[illegible] فائن آرٹ تصویر پریس میں چھپا

۴۸۶

ہو الکل یا معین

انسداد ارتداد کے سلسلہ کا سولھواں رسالہ

اسلامی رسول صلعم کے معجزات

شائع کرنیوالا

حسن نظامی دہلوی

صفر ۱۳۴۳ھ - ستمبر ۱۹۲۴ء میں شایع ہوئے

ملنے کا پتہ

حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

بار اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ رسالہ اسلامی رسولؐ کے معجزات فتنہ ارتداد کی انسدادی تدبیروں کے سلسلہ میں شائع کیا جاتا ہے۔ مولانا زاہد القادری صاحب نے اس کی تیاری میں مجھکو مدد دی ہے۔

جو لوگ اسلام کی تعلیم اور اسلام کی تاریخ سے بیخبر ہیں، وہی آریہ سماج اور عیسائیوں کے اغوار سے متاثر ہوکر مرتد ہو جاتے ہیں۔ خاصکر عیسائیوں کا یہ بہت بڑا مغالطہ ہوتا ہے۔ کہ وہ جاہل مسلمانوں کو یہ کہکر بہکاتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معجزہ ہی نہیں دکھایا، اور حضرت عیسےٰؑ نے مردوں کو زندہ کیا، بیماروں کو تندرست کیا۔

پس جب وہ مسلمان اس رسالے کو پڑھینگے، تو عیسائیوں اور آریوں کے دھوکہ میں نہ آسکیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے، اور ان مسلمانوں کو جزائے خیر دے جو ان چیزوں کی اشاعت میں روپئے سے امداد دیتے ہیں۔

راقم
حسن نظامی

صفر ۱۳۴۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۲۴ء

حجرہ ایمان خانہ۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضہ۔ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی رسولؐ کے معجزے

معجزہ اس کو کہتے ہیں جو انسانی طاقت سے فائق کوئی کام ایسے شخص سے ظاہر ہو جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہو۔ اور تمام منکر لوگ باوجود انتہائی کوشش کے بھی ویسے کام کرنے سے عاجز رہیں "

خدا تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے ہاتھوں پر جو معجزے ظاہر فرمائے ان سے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ جس دعوے کے ساتھ کوئی دلیل نہ ہو وہ دعویٰ نہیں سُنا جاتا۔ اور معجزات ہی کے سبب سے نبی صادق اور کاذب میں تمیز ہو جاتی ہے اور یہی معجزہ خدا تعالیٰ کا ایک سچا گواہ نبی کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنی زبانِ حال سے کہتا ہے کہ یہ شخص نبی برحق ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے!

یہ امر کہ معجزہ نبیوں اور رسولوں کی صداقت پر کیونکر دلالت کرتا ہے ایک مثال سے بخوبی سمجھ میں آجائیگا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی ذات ہر ایک مثال سے برتر ہے۔ وہ یہ کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر اور رفیع الشان بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو جہاں پر بڑی بھاری مجلس آراستہ ہو پھر وہ شخص حاضرین کو مخاطب کر کے کہے کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں اور مجھے اس خدمت پر مامور کیا گیا ہے کہ میں تم کو وہ پیغامات پہنچاؤں۔ میرے سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر میں بادشاہ سے خواہش ظاہر کروں کہ جو اس نے اپنی سلطنت کا نظام فرما رکھا ہے۔ اس میں سے کسی صبذ کے انتظام کو میرے عرض کرنے پر بدل ڈالے تو بے شک بادشاہ ایسا ہی کرے گا۔

پھر اگر بادشاہ اس شخص کی درخواست پر ایسا ہی کرے تو بالیقین تمام حاضرین کو اس کی سچائی پر کامل یقین ہو جائیگا۔ اور ظاہر ہو جائیگا کہ یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور بادشاہ کا معتمد ہے۔

پس ایسا ہی دعوی نبیوں اور رسولوں نے مخلوق سے کیا کہ ہم تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں جن لوگوں نے ان کے قول کو صحیح نہیں سمجھا ان کے اطمینان کے لئے نبیوں اور رسولوں نے معجزے دکھلائے۔ جن کو دیکھکر عقلمند اور انصاف پسند لوگوں نے ان کی نبوت و رسالت کو تسلیم کر لیا؛

معجزے اور سحر میں فرق

معجزے اور سحر میں فرق یہ ہے کہ سحر کی تاثیر سے ایک نظر بندی سی ہوتی ہے جو چیز کہ ساحر تبدیل کر کے دکھاتا ہے باعتبار حقیقت کے وہ چیز ویسی ہی رہتی ہے۔ مگر ہاں قوت خیالی اور نظر ظاہری میں وہ چیز بدلی ہوئی دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس جو شخص کہ اس کے اسباب سے واقف ہوتا ہے اور جسکو ان اسباب کے استعمال کرنے کی مشق ہوتی ہے وہ شخص ساحر کا مقابلہ کر سکتا ہے اور "معجزہ" فی الحقیقت اپنی قوت سے اس شے کی ماہیت کو بدل ڈالتا ہے اور باعتبار اپنی حقیقت طاقت بشری کے مافوق ہوتا ہے۔ اس کا مقابلہ کسی سے ممکن نہیں بڑے سے بڑا ساحر نبی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نہ وہ مادر زاد اندھے کو بینا کر سکتا ہے۔ نہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر سکتا ہے۔ نہ وہ چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہے۔ نہ وہ آفتاب کو چلنے سے روک سکتا ہے۔ نہ وہ اسکو واپس لوٹا سکتا ہے۔

دوسرا فرق معجزہ اور سحر میں یہ ہوتا ہے کہ سحر کا صدور نفس امارہ سے ہوتا ہے اور معجزہ کا ظہور پاک باطن سے۔ اسی لئے سحر صرف ایک تماشہ کی غرض سے ہوتا ہے یا کسی اور فاسد غرض سے کیا جاتا ہے۔ اور معجزہ سراسر ہدایت اور اصلاح کی غرض سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

معتبر روایات اور مستند تاریخوں سے ثابت ہے کہ اللہ کے پیغمبر حضرت موسٰی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے فرعون نے بہت سے ساحروں کو جمع کیا تھا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دینے کا وعدہ کیا تھا جب انھوں نے سحر کے ذریعہ نہایت خوفناک سانپ اور اژدہے بنا کر موسٰی علیہ السلام کی طرف بھیجے اور ان کی لاٹھیاں اور رسیاں سحر کی تاثیر سے مثل سانپوں کے لہرانے لگیں تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنے عصا کو حکم دیا کہ تو اژدہا بن کر سب کو نگل جا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس معجزہ کو دیکھکر تمام ساحر دم بخود ہوگئے اور ان پر معجزہ کی سطوت اور حقیقت منکشف ہوگئی۔ انھوں نے یقینی طور سے جان لیا کہ یہ طاقت سحر کی نہیں بلکہ خدائی طاقت کا ظہور ہے اس لئے وہ حضرت موسےٰ پر ایمان لے آئے۔ اور فرعون کے انعامات کو ٹھکرا دیا۔ فرعون نے کہا کہ اے ساحرو! تم موسٰیؑ پر کیوں ایمان لے آئے اب میں تم کو سخت سزائیں دونگا۔ انھوں نے کہا۔ اب آپ کا جو جی چاہے ہمارے ساتھ سلوک کیجئے۔ ہم کو ہر ایک دنیوی آزار منظور ہے۔ کیونکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت موسٰیؑ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور خدا کا عذاب دنیوی تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے پس ہم موسٰیؑ کی تکذیب نہیں کرینگے۔

الغرض کسی شخص کے ہاتھ پر معجزات کا ظاہر ہونا اس کے دعوٰی نبوت و رسالت کی خدا تعالٰی کی طرف سے تصدیق ہوتی ہے۔ اور چونکہ خدا تعالٰی علیم و حکیم اور قدیر و خبیر ہے اس لئے بالکل محال ہے کہ وہ کسی کاذب کی تصدیق فرمائے پس جس مقدس شخص کے ذریعہ ہزاروں معجزے ظاہر ہوئے ہوں یقیناً وہ نبی برحق، رسول صادق اور پیغمبر الٰہی ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

حضرت علی بن ابی طالب اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں ایک روز ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار

قریش نے جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ! اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔" آنحضرتؐ نے فرمایا اگر ہم ایسا کر دیں تو تم ایمان لے آؤ گے؟ انھوں نے جواب دیا۔ بے شک ہم مسلمان ہو جائینگے۔ آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ آپ دعا ختم نہ کرنے پائے تھے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے نام بنام ہر کافر کو پکار کر کہا کہ دیکھ لو اور گواہ رہو کہ چاند کے دو ٹکڑے نظر آتے ہیں۔ کافروں نے خوب اچھی طرح دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اس معجزے کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے اور کہا یہ تو بہت بڑا جادو ہے پھر ابو جہل نے کہا اگر یہ جادو نہیں ہے تو ہم باہر سے آنے والوں سے اسکی تصدیق کرینگے چنانچہ دوسرے دن جب ایک قافلہ مکہ میں آیا تو ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں۔ قافلے والوں نے کہا بے شک ہم نے یہ عجیب بات دیکھی ہے کہ کل چاند کے دو ٹکڑے نظر آتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

اس معجزے کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۔ (پارہ ۲۸ ۔ رکوع ۱)	قیامت آنے والی ہے، چاند پھٹ گیا اور جب تم دیکھتے ہو لیکن تم منہ پھیر لیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ تو بڑا جادو ہے۔



ایک یہودی چرواہا مدینہ کے صحرا میں بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور بکری اُٹھا کر لے چلا۔ چرواہے نے جھپٹ کر اُس سے بکری چھین لی۔ اس کے بعد وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور کہنے لگا کہ افسوس! خدا نے مجھکو رزق دیا تھا مگر تو نے زبردستی میرے منہ سے چھین لیا۔ یہودی نے متعجب ہو کر بھیڑیے کی طرف دیکھا اور کہا کیسی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا آدمیوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیا بولا اس سے زیادہ

تعجب کی بات یہ ہے کہ خدا نے ان پہاڑوں کے درمیان مکہ میں محمدؐ کو پیدا کیا ہے۔ جو گذشتہ اور آئندہ کی باتیں تبلاتے ہیں اور وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ یہودی بھیڑیے کی یہ باتیں سن کر نہایت حیران ہوا۔ اور سیدھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

مکہ میں "رکانہ" ایک بہت مشہور پہلوان تھا جسکی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تنہا مل گئے۔ اس نے آپ کو روک لیا۔ اور غضبناک ہو کر کہا۔ اے محمد! میرے ہوتے ہوئے تم اس بات کی جرأت کرتے ہو کہ ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو۔ آؤ تم مجھ سے لڑ لو۔ دیکھوں تم کیسے نبی ہو۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا اور رکانہ کو تین مرتبہ پچھاڑا۔ اس نے تیس بکریاں آپ کی نذر کیں لیکن آپنے انھیں قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اے رکانہ میری خوشی اس بات میں ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ رکانہ نے کہا اچھا آپ مجھے کوئی معجزہ دکھلایئے۔ آپنے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو شق ہو جا۔ وہ شق ہو گیا اور اُس کا ایک حصہ آنحضرتؐ کے اور رکانہ کے درمیان آکھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا اے محمد! بے شک آپنے مجھکو عجیب بات دکھلائی۔ اب اس درخت سے کہدیجئے کہ یہ اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر یہ درخت اپنی اصلی حالت پر آجائے تب تو تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ رکانہ نے کہا ہاں میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپنے درخت کو حکم دیا تو وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رکانہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا اے محمدؐ! اگر میں مسلمان ہو گیا تو قریش کی عورتیں مجھے طعنے دینگی اور کہینگی کہ شہ زور رکانہ بُزدل بن گیا۔ غرضکہ اُسوقت وہ مسلمان نہ ہوا لیکن اُس نے پھر کبھی آپ کو تکلیف نہیں پہنچائی اور جب مکہ فتح ہوا تو رکانہ آنحضرتؐ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور برضا و رغبت مسلمان ہو گیا۔ (شمس التواریخ حصہ اوّل)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن اثنائے سفر میں ہم لوگوں کا گذر ایک صحرا سے ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ تھے آپ کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اور آپ نے چاروں طرف دیکھا لیکن کوئی مناسب جگہ نظر نہ آئی۔ اُس صحرا میں دو درخت نظر آرہے تھے۔ آنحضرتؐ نے اُن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم اللہ کے حکم سے میرے تابعدار ہو جاؤ۔ پھر آنحضرتؐ ایک ایسے مقام کی طرف تشریف لے گئے جہاں کچھ پانی موجود تھا اور آپ نے درختوں کو حکم دیا کہ تم دونوں آپس میں مل جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں درخت مل گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کی آڑ میں بیٹھکر قضائے حاجت سے فراغت حاصل کی اور استنجا کیا۔ پھر آپ نے درختوں کو حکم دیا کہ تم علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ اور اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ وہ درخت علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ میں نے درختوں کو دیکھا وہ اس طرح حکم کی تعمیل کرتے تھے جیسے اونٹ کی مہار پکڑ کر اُس کو اُٹھایا بٹھایا جاتا ہے اس معجزہ کو دیکھکر سب لوگوں کو حیرت ہوئی۔ (مسلم)

مکہ کے ایک اعرابی نے ایک روز ایک جانور شکار کیا۔ اور وہ اس کو اپنے گھر لئے جاتا تھا کہ راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ اُس نے اس جانور کو آپ کے سامنے ڈال دیا اور کہا اے محمدؐ! اگر یہ جانور تمہارے نبی ہونے کی شہادت دے تو بےشک میں آپ کو سچا نبی سمجھونگا۔ آپ نے اس جانور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے جانور! تو میری رسالت کی شہادت دے۔ جانور نے فوراً صاف صاف بزبان فصیح خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار کیا۔ اعرابی

یہ معجزہ دیکھکر اُسی وقت مسلمان ہوگیا اور اُس نے اس معجزہ کا حال اپنے قریبی رشتہ داروں سے بیان کیا وہ سب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے۔ (شمس التواریخ حصۂ اول)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اونٹ آپکے سامنے آیا اور اُس نے آپ کو سجدہ کیا۔ پھر بزبانِ فصیح کہا اے اللہ کے رسولؐ میرا مالک مجھے پیٹ بھرکر چارہ نہیں دیتا اور مجھ سے محنت بہت لیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُس کے مالک کو بُلاکر سمجھایا کہ اس کو تکلیف نہ دو۔ (شمس التواریخ حصۂ اول)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کا جب انتقال ہوا تو ان کے ذمہ بہت سا قرضہ باقی تھا۔ اُن کے قرضخواہوں نے مجھکو ستانا شروع کیا۔ میں نے استدعا کی کہ میرے نخلستان میں جس قدر چھوارے ہیں وہ تم سب لے لو اور میرا پیچھا چھوڑ دو۔ لیکن انھوں نے کہا کہ ہمارا قرض بہت ہے۔ تمھارے نخلستان کے چھواروں سے کیسے ادا ہوسکیگا۔ میں غمگین اور ملول ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور کو معلوم ہے میرے والد جنگ اُحد میں انتقال کرچکے ہیں اُن کے ذمہ لوگوں کا بہت سا قرضہ باقی ہے۔ اب قرضخواہ مجھے تنگ کرتے ہیں۔ میں نے اپنے نخلستان کے سب چھوارے دیکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا لیکن انھوں نے جواب دیا کہ اتنے چھواروں سے ہمارا قرضہ کب بے باق ہوسکتا ہے۔ اب میں حیران ہوں کہ کیا کروں۔ اگر حضور میرے ہمراہ چل کر ان کو سمجھادیں تو غالبًا وہ مان جائینگے۔ میری یہ گذارش

سُن کر آنحضرت ؐ میرے ساتھ ہو لئے اور قرضخواہوں کو سمجھایا مگر پھر بھی وہ نہ ملنے تب آنحضرت ؐ نے مجھ سے فرمایا اچھا فکر نہ کرو۔ تم ہر قسم کے چھوارے الگ الگ ڈھیروں میں جمع کر دو۔ ہم آج تمہارے قرضے کو بے باق کر کے جائینگے۔ چنانچہ میں نے قسم قسم کے چھواروں کے جُدا جُدا ڈھیر کر دئے۔ اور آنحضرت ؐ سے کہا کہ ڈھیر تیار ہیں۔ آپ وہاں تشریف لے گئے اور ڈھیروں کے گرد تین مرتبہ گھومے۔ پھر وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جابر! اپنے قرضخواہوں کو بُلاؤ اور پیمانہ لے کے ناپ ناپ کر دینا شروع کرو۔ میں نے قرضخواہوں کو بُلالیا اور اُن ڈھیروں میں سے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میرے والد کا سارا قرضہ بیباق ہوگیا۔ اور ڈھیروں میں کچھ کمی نہ آئی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس وقت ہم گھر کے آدمی چھواروں کے ڈھیر لگا رہے تھے تو آپس میں کہتے جاتے تھے کہ اگر ان ڈھیروں سے ہمارا قرضہ بیباق ہو جائے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر خدا کی قدرت سے ہمارا قرضہ بھی بے باق ہوگیا اور ہمارے سب ڈھیر بھی ویسے کے ویسے باقی بچے رہے ۔ (بخاری)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر پر بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرما رہے تھے۔ جس وقت آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی کی شان میں فرماتا ہے "انا الجبار انا الکبیر المتعال" (یعنی میں جبار ہوں میں بڑا ہوں اور بہت بلندی والا ہوں) تو اس کا یہ اثر ہوا کہ منبر لرزنے اور تھرانے لگا۔ (شمس التواریخ حصۂ اول)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہمیشہ ایسے وقت کی تلاش

میں رہا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھوں۔ ایک دن آنحضرتؐ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے کہ میں بھی تنہائی کو غنیمت سمجھکر پاس جا بیٹھا۔ میرے بیٹھتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ آپہنچے اور حضور کی داہنی طرف بیٹھ گئے ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس بیٹھ گئے پھر حضرت عثمان بن عفانؓ آئے اور حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور کہا خدا کی تسبیح کرو۔ وہ کنکریاں "اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" پڑھنے لگیں۔ ہم سب نے اُن کی آواز سُنی جو مثل شہد کی مکھی کی آواز کے تھی۔ پھر آنحضرتؐ نے انھیں زمین پر رکھدیا وہ خاموش ہوگئیں حضورؐ نے ان کو پھر اُٹھا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ میں رکھدیا۔ اُن کی ہتھیلی پر بھی انھوں نے اسی طرح تسبیح کی اور ہم نے صاف طور سے ان کی آواز سُنی جب حضرت ابو بکرؓ نے انھیں زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ آنحضرتؐ نے پھر اٹھا کر حضرت عمر فاروقؓ کو دیدیں اُن کے پاس بھی انھوں نے اللہ اکبر وللہ الحمد کہا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان کو زمین پر رکھدیا تو تسبیح اُن کی بند ہوگئی۔ پھر حضورؐ نے ان کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھا۔ ان کے ہاتھ پر بھی کنکریوں نے تسبیح پڑھی جب حضرت عثمانؓ نے ان کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مرتضیٰ اس وقت نہ آئے ورنہ وہ بھی ان کنکریوں کو اپنے ہاتھ پر رکھتے اور یہ ان کے ہاتھ پر تسبیح کرتیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! ہر چیز خدا کی حمد و ثنا کرتی ہے لیکن عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (بیہقی)



حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ایک باغ میں تشریف لیگئے اُس میں ایک اونٹ نہایت شریر تھا۔ جو شخص باغ میں جاتا۔ وہ

اُسے کاٹنے کو دوڑتا۔ سینکڑوں آدمی اُس نے زخمی کر دیئے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے آنحضرتؐ سے کہا آپ باغ میں تشریف نہ لیجائیں اس میں ایک ظالم اور شریر اونٹ ہے جو باغ میں جانیوالے کو مجروح کر ڈالتا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:۔ اے لوگو! نافرمان جن و انس کے سوائے سب چیزیں زمین و آسمان کی مجھکو پہچانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کوئی شے مجھکو مضرت نہیں پہنچا سکتی۔ وہ اونٹ بھی مجھ کو نہیں ستائیگا۔ یہ کہکر حضور باغ میں داخل ہوئے اور آپ نے اونٹ کو پکارا کہ شریر نہ بن۔ اُونٹ نے جو آپکی آواز سُنی تو سیدھا حضورؐ کی خدمت میں آیا اور آپکو سجدہ کیا۔ آپ نے اُس کی ناک میں مہار ڈالدی اور فرمایا اللہ کی مخلوق کو تکلیف نہ دینا۔ تمام لوگوں نے شریر اونٹ کا عجز و انکسار دیکھکر تعجب کیا اور کئی شخص آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ (مسلم و ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز ایک توشہ دان میں کچھ چھوارے ڈال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ دُعا فرمائیے کہ ان چھواروں میں برکت ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے چھوارے نکال کر اپنے سامنے رکھ لئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے برکت کے لئے دعا مانگی۔ پھر چھواروں کو میرے توشہ دان میں ڈال دیا اور فرمایا جب تم کو ضرورت ہو اس توشہ دان میں سے چھوارے نکال لیا کرو۔ لیکن اس کو کبھی جھاڑنا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اُن چھواروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ جب مجھکو بھوک لگتی اور جب ضرورت ہوتی میں توشہ دان میں سے چھوارے نکال لیتا اور جب کبھی کسی دوست وآشنا کو ضرورت ہوتی تو میں اُسی توشہ دان میں سے

چھوارے دیتا۔ میں نے کئی موقعوں پر لپ بھر بھر کر چھوارے تقسیم کئے لیکن توشہ دان میں بالکل کمی نہیں ہوئی۔ میں اُس توشہ دان کو اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا۔ کامل تیس برس وہ میرے پاس رہا اور میں نے لاکھوں من چھوارے اُس میں سے لٹائے، کھلائے اور کھائے۔ میں کہتا تھا رسول اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو عجیب خزانہ عطا فرمایا ہے جس میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔

میں اُس توشہ دان کو اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور اپنے پاس سے جُدا نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب حضرت عثمان رض کے قتل کا فتنہ برپا ہوا اور میں اُس فتنہ کے انسداد میں مصروف ہوا۔ تب میں نے اُس توشہ دان کو ایک جگہ رکھدیا تھا۔ مجھے اُس قتل کے ہنگامہ کی وجہ سے اپنی کسی چیز کا ہوش نہیں تھا جب مجھے کچھ اطمینان ہوا اور میں نے وہ توشہ دان تلاش کیا تو مجھکو نہیں ملا۔ وہ رسول اللہ کی نشانی تھی جو میرے پاس سے جاتی رہی۔ مجھکو اُس کے گم ہونے سے نہایت رنج ہوا میری زبان سے بصدر رنج وغم یہ شعر نکلتا تھا ؎

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِي فِي الْيَوْمِ هَمَّانِ   فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

(یعنی) لوگوں کو تو ایک رنج ہے مگر مجھے آج دو رنج ہو گئے۔ (ایک تو) گم ہوجانا توشہ دان کا دوسرے شہید ہونا حضرت عثمان رض کا۔ (ترمذی)

حضرت انس رض بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان رض کے کوہ اُحد پر تشریف لیگئے۔ دفعتاً پہاڑ میں جنبش ہوئی اور نہایت خوفناک زلزلہ کے آثار معلوم ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پہاڑ! حرکت نہ کر کیا تجھے معلوم نہیں کہ تجھپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ آپکے اس ارشاد

سے پہاڑ ساکت ہوگیا۔ آنحضرت ؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو شہید فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ (بخاری)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ آنحضرت ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک کالا سانپ سامنے سے آپ کی طرف آتا ہوا معلوم ہوا۔ لوگوں نے چاہا کہ اُسے مار ڈالیں مگر آپ نے منع کیا کہ اس کو نہ مارو۔ میرے پاس آنے دو۔ سانپ نے حضورؐ کے قریب پہنچکر اپنا سر قدم مبارک سے مَلا اور پھر کھڑا ہوگیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بیان کرو تم کیوں آئے ہو؟ سانپ نے اجازت پاکر اپنا مُنہ حضورؐ کے گوش مبارک کے پاس کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنا مُنہ ہٹا لیا پھر آنحضرت ؐ نے اپنا مُنہ اس کے کانوں سے لگا دیا اور دیر تک آہستہ آہستہ کچھ فرماتے رہے۔ جب آپ اُس سے باتیں کر چکے تو سانپ اُسی جگہ غائب ہوگیا۔ ہم لوگوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ نے سانپ کو کیسے کان سے لگا لیا۔ ہم ڈر رہے تھے کہ خدانخواستہ اذیت نہ پہنچائے ارشاد ہوا کہ وہ سانپ نہ تھا بلکہ جن تھا۔ جنات نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا اور قرآن کی کچھ آیتیں دریافت کی تھیں جن کو وہ بھول گئے تھے۔ میں نے اسکو بتا دیں چونکہ تم لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سانپ کی شکل میں آیا تھا۔ (شمس التواریخ جلد اوّل)

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ زمانہ آپکی شیرخوارگی کا تھا۔ آپ چاند کی طرف اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ جدھر آپ اشارہ فرماتے

اُدھر ہی چاند جھک جاتا تھا۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ جس دن میں نے یہ کیفیت دیکھی تھی اُسی دن سے مجھے آپکی نبوت کے متعلق خیال تھا۔ آخر جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپنے نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور مجھکو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں نے مسلمان ہونے کے بعد جب آنحضرتؐ سے اِس واقعہ کا ذکر کیا تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر طرح حق کی تائید فرماتا ہے۔

(بیہقی)

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رحمۃ للعالمین ہم بہت پیاسے ہیں۔ پانی کا کہیں نشان نہیں۔ حضورؐ کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی۔ فرطِ محبت سے ہماری تشنگی پر متاسف ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ اے علی چاروں طرف جاکر پانی تلاش کرو۔ اگر کہیں پانی مل جائے تو مجھے مطلع کرو۔ حضرت علیؓ اِدھر اُدھر گئے اور پانی تلاش کیا۔ جب قافلے سے بہت دور گئے تو دیکھا کہ ایک عورت کے پاس دو بڑی بڑی مشکیں پانی کی بھری رکھی ہیں۔ بس آپ نے اُس عورت سے کہا اے نیکبخت خاتون اگر تُو اپنی پانی کی مشکیں میرے ساتھ لے چلے تو بہت سے خدا کے بندے اس سے اپنی پیاس بجھالیں۔ وہ عورت حضرت علیؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آنحضرتؐ نے ایک برتن منگا کر دونوں مشکوں کے مُنہ اُس سے لگا دئے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ بسم اللہ کہہ کر پانی پینا شروع کرو۔ حضرت عمرانؓ کہتے ہیں کہ اُس وقت ہم چالیس آدمی پیاس کے غلبہ سے مضطرب ہو رہے تھے۔ سب نے خوب سیراب ہو کر پانی پیا اور جتنے مشکیزے ہمارے پاس تھے۔ ان کو بھی ہم نے بھر لیا۔ پھر ہم نے اپنے جانوروں کو پانی پلایا۔ جب سب سیراب ہو چکے تو ہم نے دیکھا کہ اُس عورت کی دونوں

مشکیں اسی طرح بھری ہوئی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔ وہ عورت یہ معجزہ دیکھکر فوراً ایمان لے آئی۔ (بخاری وسلم)



حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر کر رہے تھے لیکن ہم لوگوں کے پاس پانی ختم ہوگیا تھا۔ اور ہم سب لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرتؐ نے ہماری حالت دیکھکر فرمایا۔ میرے پاس کوئی برتن لاؤ۔ چنانچہ میں ایک برتن لیکر حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے اُس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور کی انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں ہوگئے۔ ہم اُس وقت تین سو آدمی تھے۔ سبھوں نے خوب سیراب ہوکر پانی پیا اور اچھی طرح وضو کیا۔ (بخاری وسلم)



حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے چند احباب کی دعوت کی جب مہمان جمع ہوئے اور خادمہ نے دسترخوان لاکر بچھایا تو وہ کسی قدر میلا تھا۔ میں نے کہا کہ تو نے اس دسترخوان کو صاف کیوں نہیں کرلیا۔ وہ یہ سنکر خاموش ہوگئی۔ میں نے اُس دسترخوان کو سمیٹ کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ مہمانوں نے سمجھا کہ شاید میں نے ناراضگی کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ لیکن میں نے جب تھوڑی دیر کے بعد اس کو تنور میں سے نکالا تو وہ بالکل صاف تھا۔ میرے مہمان یہ عجیب بات دیکھ کر حیران ہوئے اور مجھ سے پوچھا یہ کیا سبب ہے کہ دسترخوان آگ کے اثر سے محفوظ رہا۔ اور آگ میں ڈالنے سے صاف ہوگیا۔ تب میں نے کہا کہ اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ دسترخوان ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ منہ پونچھا کرتے تھے۔ یہ محض حضورؐ

کی برکت ہے کہ آگ اس دسترخوان پر اثر نہیں کرتی ہے۔ یہ سُن کر تمام مہمانوں نے اُس دسترخوان کو محبت کے ساتھ آنکھوں سے لگایا اور اس معجزے کا بہت چرچا ہوا۔ (شمس التواریخ جلد اول)

ابن عطیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ اعرابی ایک نوجوان شخص کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوجوان شخص گونگا ہے اور اپنے والدین کا اکلوتا فرزند ہے اسلئے وہ درخواست کرتے ہیں کہ حضور اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اس کی زبان کھل جائے اور یہ بولنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور اُس نوجوان سے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے میں کون ہوں؟ اُس نے بالکل صاف لفظوں میں کہا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ابن عطیہؓ کہتے ہیں کہ اُس نوجوان نے کبھی ایک بات بھی نہیں کی تھی۔ اور وہ ماں کے پیٹ سے گونگا پیدا ہوا تھا جب اُس نے صاف لفظوں میں حضور کی رسالت کی شہادت دی تو اُس کے والدین کو بے انتہا مسرت ہوئی اور وہ نوجوان ہمیشہ فصاحت کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ (بیہقی)

حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے۔ جن کو میں نے ایک ٹوپی کے اندر سی لیا تھا۔ میں اُس ٹوپی کو پہن کر جس جنگ میں گیا ہمیشہ مجھکو فتح حاصل ہوئی اور کبھی مجھ کو شکست نہیں ہوئی۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک معزز شخص اپنے بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ حضور نے محبت کے ساتھ اُس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے لڑکے میں کون ہوں؟ اُس بچے نے آنکھیں کھول کر صاف طور پر کہا "اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" (آپ اللہ کے رسول ہیں) اُس بچے کی زبان سے یہ جملہ سُن کر سب لوگوں کو حیرت ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں وہ لڑکا اُسی دن پیدا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے سے کہا اللہ تجھے برکت دے۔ پھر وہ بچہ مسکراتا رہا۔ لیکن پھر اُس لڑکے نے اُسوقت تک بات نہ کی۔ جب تک اُسکی عمر بولنے کے قابل نہ ہوگئی اُس بچے کا نام لوگوں نے "مبارک الیمامہ" رکھدیا تھا۔ (شمس التواریخ جلد اوّل)



حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ کے صحرا میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اُس طرف سے گذرے۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے کہا اے لڑکے ہم کو دودھ پلاؤ گے میں نے یہ کہا کہ دُودھ تو ہے مگر یہ بکریاں عقبہ بن ابی معیط کی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا ایک ایسی بکری کو ہمارے پاس لے آؤ جو بیاہی نہ ہو اور جس کے تھنوں میں دودھ نہ آیا ہو۔ حضرت عبداللہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسی نوعمر بکری کو پکڑ کر آپ کے پاس لے گیا جو بیاہی نہیں تھی اور جسکے تھنوں میں دودھ نہیں آیا تھا۔ آنحضرتؐ نے بسم اللہ کہہ کر اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور حضرت ابوبکر رضؓ سے کہا کہ برتن لاؤ۔ حضرت ابوبکر رضؓ ایک برتن لے آئے اُس میں آنحضرتؐ نے دودھ دوہنا شروع کیا تو اُس بکری کے نہایت عمدہ دودھ نکل آیا۔ حضورؐ نے ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا کہ تم پینا شروع کرو۔ چنانچہ انھوں نے

خوب سیر ہوکر دودھ پیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے بکری کے تھنوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ تم سمٹ جاؤ۔ چنانچہ تھن بالکل سمٹ گئے اور اصلی حالت پر آگئے۔ اس معجزے کو دیکھ کر میں فوراً مسلمان ہوگیا ۔ (بیہقی)



حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے اور قتادہ بن نعمان رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی، گھٹا چھا رہی تھی۔ تاریکی اسقدر زیادہ تھی کہ ہاتھ سے ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ اس وقت قتادہ بن نعمان رضؓ نے کہا یا رسول اللہ اس قدر اندھیرا ہو رہا ہے کہ گھر تک جانا دشوار ہے۔ آنحضرت صلعم کے پاس اُس وقت ایک لکڑی پڑی ہوئی تھی آپ نے وہ اُٹھا کر قتادہ کو دی اور فرمایا کہ یہ ایسی روشن ہوجائیگی کہ تم اور تمھارے ہمراہی بآسانی راستہ چل سکو گے۔ پھر جب تم گھر پہنچو گے تو تم کو ایک سیاہ چیز ایذا دینے والی نظر آئیگی تم اس لکڑی سے اسکو مار دینا۔ چنانچہ ہم رخصت ہوئے اور راستہ میں وہ لکڑی اسقدر روشن ہوگئی جیسے مشعل کی روشنی ہوتی ہے جس سے ہمارا راستہ بآسانی طے ہوگیا۔ پھر جب قتادہ اپنے گھر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ بیٹھا ہوا ہے۔ قتادہ نے اسکو مار ڈالا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا ارشاد فرمایا تھا۔ (مسند امام احمد حنبلؒ)



حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دن کچھ سفید پوش اشخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کو ہم نہ پہچانتے تھے۔ انھوں نے کہا اے محمدؐ! آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ آپکی رسالت پر کون گواہی دیتا ہے؟ آنحضرت صلعم اُس وقت ایک درخت کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا

کہ یہ درخت۔

اس کے بعد آپ نے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ میری رسالت کی گواہی دے
اُس درخت میں جنبش پیدا ہوئی اور آواز آئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اس معجزے کو دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر غائب
ہو گئے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ تھے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ جنات
تھے جن کو میری رسالت کا یقین نہیں تھا لیکن معجزہ دیکھ کر وہ ایمان لے آئے
(بخاری و مسلم)



حضرت ابن سعدؓ اور جعد بن قیسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم چار
آدمی حج کے لئے جا رہے تھے۔ جب ہم یمن کے صحرا سے گذرے تو ہم کو چاروں
طرف سے یہ آوازیں سنائی دیں کہ اے زمزم اور حطیم کی طرف جانے والو! ہم گواہی
دیتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جن کی بشارت سلیمانؑ اور ابن مریمؑ نے دی تھی۔
ہم نے چاروں طرف دیکھا کہ یہ کن لوگوں کی آوازیں ہیں۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ ہم نے
قیاس کیا یہ جنات کی آوازیں ہیں۔ (شمس التواریخ)



سائب بن ابی جبیشؓ سے روایت ہے کہ جب جنگ بدر میں قریش کو شکست
ہوئی اور وہ بے تحاشا ہو کر بھاگے تو میں بھی اُن کے ساتھ بھاگا کیونکہ میں اُس وقت
تک مسلمان نہیں ہوا تھا اور اسلام سے دشمنی رکھتا تھا۔ میں جب بھاگ رہا تھا تو
میرے سامنے ایک سوار دراز قامت سفید رنگ جسکا چہرہ نورانی تھا آن کر کھڑا
ہو گیا پھر اُس نے مجھکو پکڑ لیا اور باندھ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔
میں حیران تھا کہ یہ کون تھا جس نے مجھکو حرکت بھی نہ کرنے دی۔ اتنے میں عبدالرحمٰن

بن عوف آئے اور انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ پھر مجھسے پوچھا کہ تجھکو کس نے باندھکر ڈال دیا ہے۔ مجھپر اُسوقت اتنا خوف تھا کہ میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ مجھکو آنحضرتؐ کے سامنے لیگئے۔ حضورؐ نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ پاؤں کس نے باندھے ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں پہچانتا ہوں مجھے کسی اجنبی نے باندھکے ڈال دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اے شخص تو اسلام کے مقابلے کے لئے آیا تھا لیکن اللہ نے مسلمانوں کو سرکشوں پر غالب کیا۔ کافروں کو شکست ہوئی وہ بھاگ گئے۔ تو اُن میں کا ایک ہے۔ تو بھی بھاگا جارہا تھا لیکن اللہ کے مقرر کئے ہوئے فرشتے نے تجھکو پکڑ لیا اور تیرے ہاتھ پاؤں باندھکر وہ غائب ہو گیا

حضرت سائبؓ کہتے ہیں کہ میں نے چونکہ اپنے گرفتار کرنے والے اور ہاتھ پاؤں باندھنے والے کو دیکھا تھا۔ میں نے جب حضورؐ کی زبان سے یہ سُنا کہ وہ فرشتہ تھا تو مجھکو فوراً یقین آگیا اور میں مُسلمان ہو گیا۔ (بیہقی)



حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ چارسو سوار قبیلہ احمس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضورؐ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو کھانا کھلاؤ۔ حضرت عمرؓ فوراً اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ چارسو سوار قبیلہ احمس کے آنحضرتؐ کے پاس آئے ہیں۔ اُن کے کھانا کھلانے کا کچھ انتظام ہے؟ ان کی بیوی نے کہا اس وقت صرف چار سیر چھوارے موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور آہستہ سے اپنے گھر کا حال کہہ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو۔ اللہ برکت دینے والا ہے۔ تم چھوارے لاکر تقسیم کرو۔ حضرت عمرؓ چھوارے لے آئے اور چارسو آدمیوں کو تقسیم کرنے شروع کئے۔ آنحضرتؐ نے دُعا فرمائی کہ یا اللہ ان چھواروں میں برکت عطا فرما۔ چنانچہ جسقدر

چھوارے تقسیم ہوتے تھے اُسی قدر بڑھتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ چار سو آدمیوں کو خوب اچھی طرح تقسیم ہو گئے۔ اور حضرت عمرؓ جتنے چھوارے لائے تھے اُتنے باقی رہے۔ (ابوداؤد)

حضرت بُریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے کہا یا محمدؐ! میں جب اسلام قبول کرونگا جبکہ تم مجھے کوئی معجزہ دکھلاؤ گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا ذرا تامل کرو۔ پھر ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے اعرابی سے کہا کہ تم اُس درخت کے پاس جاؤ اور یہ کہو کہ محمدؐ اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول تجھکو بلاتا ہے۔ اعرابی یہ سُنکر درخت کے پاس گیا اور اُن الفاظ کو دُہرایا جو آنحضرتؐ نے فرمائے تھے۔ درخت میں جنبش ہوئی اور وہ زمین کو پھاڑتا ہوا اور اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اُس میں سے آواز ہوئی:۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعرابی نے جب یہ معجزہ دیکھا تو کہا یا محمدؐ! اس کو اپنی جگہ چلے جانے کی اجازت دو حضورؐ نے اُسے واپس جانیکا حکم دیا۔ چنانچہ وہ جس جگہ سے آیا تھا۔ اُسی جگہ جاکر مثل سابق کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے کہا بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور مسلمان ہو گیا۔ (شمس التواریخ جلد اول)

یعلی بن مرہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم نے اس سفر میں تین معجزے دیکھے اول یہ کہ ہم چلے جارہے تھے کہ ایک اونٹ سامنے سے آیا اور اُس نے آنحضرتؐ کو سجدہ کیا۔ پھر کچھ بولنے لگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اِس اونٹ کے مالک کو بُلا کر لاؤ۔ چنانچہ چند لوگ روانہ ہوئے

اور اُس کے مالک کو تلاش کر کے لائے۔ حضور نے اس سے کہا اے شخص تم اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا حضور یہ بلا قیمت ہی آپ کی نذر ہے۔ میں اسکے ذریعہ سے اپنی معاش کا سامان کیا کرتا تھا۔ ارشاد ہوا کہ جب یہ بات ہے تو ہم اس کو تم سے لینا نہیں چاہتے مگر یہ شاکی ہے کہ تم اس سے محنت بہت زیادہ لیتے ہو اور دانہ اور چارہ بہت کم دیتے ہو۔ اُونٹ کے مالک نے کہا۔ حضور میں آئندہ اس کو تکلیف نہیں دونگا اور ہمیشہ خیال رکھونگا۔

حضرت یعلیٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے آگے روانہ ہوئے اور ایک جگہ قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاف سی جگہ پر سو گئے۔ لیکن اُس جگہ پر دھوپ تھی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک سرسبز و شاداب درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آنحضرت کے پاس آیا اور آپ پر سایہ کر لیا جب دُھوپ اُس جگہ سے ہٹ گئی تو وہ درخت اپنے مقام پر چلا گیا۔ جب حضور بیدار ہوئے تو ہم نے یہ حال بیان کیا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے وہ اپنے بندوں پر رحم و کرم فرماتا ہے ؛

اس کے بعد ہم لوگ آگے روانہ ہوئے اور ہم کو ایک ندی پر سے عبور کرنیکا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک عورت معہ اپنے لڑکے کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول! میرے اس لڑکے کو جنون ہو گیا ہے۔ آپ اس کو اچھا کر دیں۔ وہ لڑکا بالکل دیوانہ معلوم ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور کے ساتھ اُس لڑکے کو دیکھا اور اُس کی ناک پکڑ کر فرمایا کہ میں محمدؐ اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اس لڑکے کے جسم میں سے نکل جا حضور کے ارشاد فرماتے ہی اُس لڑکے کی حالت درست ہو گئی اور اُس کے ہوش و حواس ٹھیک ہو گئے۔ اُس لڑکے نے سب کو سلام کیا اور اُس کی ماں خوشی خوشی

اُسے لیکر گھر چلی گئی۔ ہم وہاں سے آگے روانہ ہو گئے۔ جب ہم سفر سے واپس ہو رہے تھے اور اُسی ندی پر ہمارا گذر ہوا تو ہم نے اُس عورت کو دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ اے خاتون! اب تیرے لڑکے کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! بے شک اللہ نے آپ کو مخلوق کی ہدایت اور اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ میرا لڑکا بالکل اچھا ہے۔ اُس روز سے اُس نے کوئی دیوانہ پن کی بات نہیں کی وہ محنت مزدوری کر کے روزی کماتا ہے اور عقل مندی کی باتیں کرتا ہے۔ (شرح السنہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کچھ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کھانا آپ کے سامنے آیا تو آپ نے تمام حاضرین مسجد سے کہا کہ چلو آج ابو طلحہ کے گھر کھانا کھاؤ۔ چنانچہ سب لوگ آپ کے ساتھ ابو طلحہ کے گھر گئے۔ آپ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا جو کچھ تمھارے ہاں موجود ہو لے آؤ۔ حضرت ابو طلحہ فوراً گھر میں جاکر روغنی روٹیاں لے آئے لیکن وہ اس قدر نا کافی تھیں کہ دو آدمی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان روٹیوں کے ٹکڑے کئے جائیں۔ اور وہ دستر خوان پر رکھدیئے جائیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا مانگی اور فرمایا کہ دس دس آدمی دستر خوان پر بیٹھیں اور پیٹ بھر کر کھاتے جائیں۔ چنانچہ دس آدمی دستر خوان پر بیٹھتے تھے اور خوب پیٹ بھر کر کھا جاتے تھے۔ پھر دس اور آ بیٹھتے تھے۔ غرض اسی طرح ستر آدمیوں نے کھانا کھایا اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بہت مشہور رہا۔ جو سنتا تھا اُسکو حیرت ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا اے محمد! میں کیسے سمجھوں کہ تم اللہ کے رسول ہو؟ حضور اُس وقت ایک چھوارے کے درخت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر یہ درخت میری رسالت کی شہادت دے تو تم یقین کرو گے اور مسلمان ہو جاؤ گے اُس اعرابی نے کہا بے شک میں مسلمان ہو جاؤنگا۔ آنحضرتؐ نے درخت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا میری رسالت کے متعلق شہادت دے۔ وہ درخت جھک گیا اور اُس میں سے آواز آئی: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" وہ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہوگیا۔ (ترمذی)

حضرت ابن ابی شیبہؓ سے روایت ہے کہ حبیب بن عمرو ایک شخص تھے جو آنکھوں سے بالکل اندھے تھے وہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا اے اللہ کے سچے رسول! میں آنکھوں سے اندھا ہوں اور تکلیف میں ہوں۔ میرے لئے دعا کرو کہ میری آنکھوں میں بینائی پیدا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی اور انکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا فوراً اُن کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور اُن کو نظر آنے لگا۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حبیب بن عمروؓ کو اسّی برس کا بڈھا دیکھا لیکن وہ اس عمر میں بھی بڑی آسانی کے ساتھ سوئی میں تاگا پرو سکتے تھے۔ (بیہقی)

ابو حبان مازن سے روایت ہے کہ میں قریۂ عمان میں رہتا تھا اور وہاں کے بتوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا بت تھا جس کو "طاحرہ" کہتے تھے۔ میں نے ایک دن اُس بت پر ایک جانور کی قربانی چڑھائی

اور میں نے سجدہ کیا۔ اُس وقت میں نے یہ آواز سُنی اے مازن! میں تجھے
ایسی بات سُناتا ہوں جس کا جاننا ضروری ہے۔ سُن حجاز کی زمین میں ایک پیغمبر
پیدا ہوا ہے جو حق باتیں بیان کرتا ہے تو اُس پر ایمان لا اور آگ سے نجات
حاصل کر۔

میں یہ آواز سُن کر حیران ہوا اور میں نے دوسری بار اُس بُت پر قربانی
چڑھائی تو اِس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ صاف آواز آئی کہ اے مازن! سُن
اور خوش ہو! کہ نیکی ظاہر ہوئی اور بدی چھپ گئی۔ حجاز کی زمین میں ایک نبی
پیدا ہوا ہے وہ دینِ حق کی طرف بُلاتا ہے تو پتھر کے بُتوں کو پوجنا چھوڑ دے۔
اور ایمان لا تاکہ آگ سے سلامت رہے۔

یہ آواز سُن کر میں نے یقین کیا کہ حجاز میں ضرور کوئی پیغمبر ظاہر ہوا ہے جو
دینِ حق کی طرف بُلاتا ہے۔ پس مجھکو جستجو ہوئی۔ میری خوش قسمتی سے اُن ہی
دنوں میں "عمان" میں ایک حجازی قافلہ آیا اور جب مجھکو اطلاع ہوئی تو میں
فوراً قافلے والوں کے پاس گیا۔ میں نے اُن لوگوں سے حجاز کی خبریں دریافت
کیں تو معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا نام محمدؐ ہے۔ وہ
کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور دینِ حق پھیلانے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے
یقین آگیا کہ بلا شبہ وہ ہی خدا کے سچے نبی ہیں جن کی نسبت میں نے دو دفعہ
آواز سُنی ہے۔ پھر میں نے جلد جلد سامانِ سفر تیار کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا۔
جب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی نورانی صورت دیکھتے ہی میرا دل
اسلام کی طرف مائل ہوگیا اور میں سچے دل سے مُسلمان ہوا۔ پھر میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں حضورؐ کی خدمت میں تین درخواستیں پیش کرنا چاہتا
ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا بیان کرو کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اوّل تو یہ کہ مجھے گانے

بجانے اور شراب خواری و عیاشی کا بہت شوق ہے۔ دوسرے ہمارے ملک میں سخت قحط رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ میں بے اولاد ہوں مجھے اولاد کی بھی زیادہ تمنا ہے حضورؐ دعا فرمائیں کہ میری بُری عادتیں چھوٹ جائیں۔ میرے ملک سے قحط دور ہو جائے اور میرے اولاد ہو جائے۔

حضورؐ نے یہ سن کر دعا کرنی شروع کی۔ یا اللہ! مازن کو گانے بجانے کی جگہ قرأت قرآن کی توفیق دے اور حرام عورتوں کے بدلے میں حلال عورتیں اسے ملیں اور شراب خواری سے اسے بچا اور شرم و حیا اس کو نصیب کر اور اولاد دے اور اسکے ملک کا قحط جاتا رہے۔

حضور کی دعا سے سارے عیب مجھ میں سے جاتے رہے اور ہمارا ملک سرسبز و شاداب ہو گیا۔ قحط بالکل نہ رہا اور چار خوبصورت عورتیں میرے نکاح میں آئیں۔ اور حیان جیسا لائق بیٹا خدا نے مجھے مرحمت فرمایا۔ (بیہقی)

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر اس طرح ہوئی کہ ایک جن قبیلہ بنی اشرف کی ایک عورت کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ وہ ہر روز اس کو ستاتا تھا اور کہتا تھا خلوت میں رہا کر ورنہ ہلاک کر دونگا۔ وہ عورت واویلا مچایا کرتی تھی اور رویا کرتی تھی۔ ایک روز وہ عورت صحن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک وہ جن نہایت خوفناک صورت میں ظاہر ہُوا۔ اور اُس نے گرجدار آواز میں کہا اے عورت اب میں تجھ سے رخصت ہوتا ہوں۔ میرے آنے کی توقع نہ رکھیو مکہ میں ایک پیغمبر پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے "زنا" ہم پر حرام کر دیا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

ایک دفعہ ابو جہل نے چند شریر لوگوں کے مشورہ سے یہ ارادہ کیا کہ جب میں محمدؐ کو سجدے کی حالت میں دیکھونگا تو اُن کی گردن پر پاؤں رکھدونگا اور گلا دبا دونگا۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے۔ جب سجدہ میں گئے تو ابو جہل نے اپنے اُسی ناپاک ارادے کو پورا کرنا چاہا اور آنحضرتؐ کی طرف چلا۔ لیکن پاس پہنچتے ہی بے اختیار ہو کر بھاگا۔ لوگوں نے کہا کہ تم تو محمدؐ کی گردن پہ پاؤں رکھنے اور گلا دبانے کے لئے گئے تھے۔ ڈر کر کیوں بھاگ آئے ابو جہل نے کہا لات وعزیٰ کی قسم جب میں محمدؐ کے قریب جانے لگا تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان آگ کی خندق دیکھی جس میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ پس میں خوفزدہ ہو کر بھاگ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سُنی تو فرمایا قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی کہ اگر ابو جہل اُس وقت ایک قدم آگے بڑھاتا تو جل کر خاک ہو جاتا۔ (شمس التواریخ جلد اوّل)

ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا حضرت مجھے جبرئیل علیہ السلام کو دکھا دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے حمزہ! تم جبرئیل کو نہیں دیکھ سکتے اور اُن کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا یا رسول اللہ جس طرح ممکن ہو مجھے جبرئیل کی زیارت کرا دیجئے۔ میری بڑی آرزو ہے اور میرا بہت دل چاہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر کیلئے مراقبہ کیا اور فرمایا اے حمزہ کعبہ کی چھت کی طرف دیکھو۔ حضرت حمزہ نے جب کعبہ کی چھت کی طرف نظر کی اور جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کے نور کی چمک سے آنکھیں چوندھیا گئیں اور غش کھا کر گر پڑے۔ پھر بہت دیر کے بعد ہوش میں آئے۔

(شمس التواریخ)

فتح خیبر کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ کی طرف روانہ ہوئے اور ایک جگہ پر قیام فرمایا تو آپ کو نیند معلوم ہوئی چنانچہ آپ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر رکھکر لیٹ گئے اتنی ہی دیر میں آپ پر نزولِ وحی کا آغاز ہوا اور مدت نزول نے اتنا طول کھینچا کہ آفتاب غروب ہوگیا اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ جب وحی کا نزول ختم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھولی اور پوچھا اے علی! تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ یارسول اللہ! کیسے پڑھ سکتا تھا۔ آپ میرے زانو پر سر رکھے لیٹے تھے یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا، تو آفتاب کو اس کے لئے پھیر دے تاکہ وہ اپنی نماز سے محروم نہ رہے۔

اسمار بنت عمیسؓ قسم کھا کر کہتی ہیں کہ اس دُعا کے مانگتے ہی ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا اور چاروں طرف دُھوپ پھیل گئی۔ تب حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد آفتاب پھر غروب ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بہت ہی مشہور ہوا۔ (شرح آثار طحاوی)

ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کل صبح ہم تمہارے گھر آئینگے۔ تم معہ اپنے عیال و اطفال کے گھر پر ہی رہنا چنانچہ دوسرے دن حسب وعدہ آنحضرتؐ اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اور جاتے ہی حضرت عباس کے تمام گھر والوں کو ایک جگہ جمع کیا پھر اُن سب پر اپنی چادر ڈال دی اور دُعا کی یا اللہ ان سب کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھ اور جیسے میں نے ان سب کو اپنی چادر سے ڈھانک دیا ہے اسی طرح تو بھی اپنی رحمت

خاص سے اِن کو ڈھانک لے۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دعا ختم کی تو میرے مکان کے درو دیوار اور ہر ایک گوشہ سے "آمین" "آمین" کی صدا بلند ہوئی جس کو سُن کر ہم سب لوگ حیران ہوئے۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عباس خوش ہو جاؤ کہ تمھارے اور تمھارے اہل وعیال کے حق میں میری دعا قبول ہوئی۔ (شمس التواریخ جلد اول)

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں تشریف لیجا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک دراز قد شکاری پاؤں پھیلائے سو رہا ہے اور ایک ہرنی اُسکے سرھانے بندھی ہوئی ہے۔ ہرنی نے جب آنحضرت صلعم کو دیکھا تو بزبان فصیح کہا یارسول اللہ اغثنی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کیا مطلب ہے؟ ہرنی نے کہا یارسول اللہ یہ سنگدل شکاری جو یہاں سو رہا ہے اس نے مجھے اسیر کیا ہے اور میرے شیرخوار چھوٹے چھوٹے بچے سامنے والی پہاڑی میں تڑپ رہے ہیں۔ اگر میں اُن کے پاس نہ جاؤنگی تو وہ مرجائینگے۔ پس آپ مجھے رہا کردیجئے۔ حضور صلعم نے فرمایا جس شکاری نے تم کو اسیر کیا ہے میں اس کی بغیر اجازت تجھکو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اُس نے کہا یارسول اللہ! آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں میں اپنے بچوں کو دودھ پلاکر واپس آجاؤنگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رہا کردیا۔ وہ ایک پہاڑی کی طرف گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلاکر واپس چلی آئی۔ حضور اُس کو باندھ ہی رہے تھے کہ اتنے میں اعرابی کی آنکھ کھُل گئی۔ اُس نے کہا تم نے ہرنی کو کیوں ہاتھ لگایا۔ حضور نے تمام حال اُس کو سُنایا۔ شکاری کو بھی ہرنی کی حالت پر رحم آگیا اور اُس نے اسکو چھوڑ دیا۔ ہرنی نے فوراً رسول اللہ صلی اللہ

ٰیہ وسلم کے قدموں پر سجدہ کیا اور کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر وہ پہاڑ کی طرف چلی گئی۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھکر فوراً مسلمان ہوگیا۔ (شمس التواریخ جلد اول)

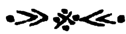


ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ کہ ایک نابینا اعرابی حاضر خدمت ہوا اور کہا میں آنکھوں سے اندھا ہوں۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو میری آنکھیں روشن کر دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت کے ساتھ اُس اعرابی کو اپنے پاس بٹھایا اور وضو کرایا۔ پھر کہا اللہ کو سجدہ کرو۔ چنانچہ وہ سجدے میں گیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا جو دُعا میں تم کو بتلاتا جاؤں وہ پڑھتے جاؤ اُس نے کہا بتلائیے۔ حضورؐ نے فرمایا پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ لِیَکْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ	یا اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے سامنے تیرے نبی محمدؐ کو پیش کرتا ہوں جو شفاعت کیلئے نبی رحمت ہیں اور اے محمدؐ! میں تم کو اپنے رب کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ میری آنکھیں کھلجائیں یا اللہ! میرے لئے اُنکی شفاعت قبول کر

جب اعرابی نے یہ دعا پڑھی تو اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اور فوراً مسلمان ہوگیا۔ (معدن البرکات)



حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے باہر گیا۔ میں نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس پہاڑ اور جس درخت کے پاس سے گذرتے تھے اُس درخت سے یہ آواز آتی تھی "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ درخت اور پہاڑ بھی آپکو سلام کرتے ہیں

حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ! اللہ تعالیٰ نے جمادات اور نباتات کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ مجھکو سلام کریں۔ افسوس ہے اُن انسانوں اور جنوں پر جو سرکشی کرتے ہیں۔ اور میری رسالت کا یقین نہیں کرتے ۔ (ترمذی)

ابن حبان سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسجد نبوی" کی بنیاد ڈالی تو سب سے پہلا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ اس پتھر کے پاس ایک پتھر اپنے ہاتھ سے رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کے پتھر کے قریب اپنے ہاتھ سے پتھر رکھو۔ پھر حضرت عثمانؓ سے ارشاد ہوا کہ تم عمرؓ کے پتھر کے پاس اپنے ہاتھ سے پتھر رکھو۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ تم بھی عثمانؓ کے پتھر کے پاس ایک پتھر رکھدو۔ اسکے بعد فرمایا کہ میرے بعد یہ لوگ خلیفہ ہونگے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات فرمانے پر چاروں صحابۂ کرام خلیفہ ہوئے ۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ میری والدہ اُم الفضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جس زمانہ میں میں حاملہ تھی تو ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذری۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اُم الفضل! یہاں آؤ۔ چنانچہ میں حاضر خدمت ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے اس حمل سے جب لڑکا پیدا ہو تو اُسے میرے سامنے لانا۔ میں نے کہا تعمیل کرونگی۔ اسکے بعد میں گھر چلی آئی جب وضع حمل ہوا تو میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گئی۔ حضورؐ نے میرے بچے کے داہیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور لعاب دہن مُنہ میں ڈالا۔ اور "عبداللہ" نام تجویز کیا۔ پھر فرمایا کہ لیجاؤ اس ابوالخلفا کو۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

"ابوالخلفاء" کا مطلب میں نہیں سمجھی۔ فرمایا۔ اس لڑکے کی اولاد سے بہت سے خلیفہ ہونگے۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں ابوالعباس سفاح ہوا۔ جسکے خاندان میں تمام خلفائے بنی عباس ہیں اور اس خاندان میں پانسو برس تک خلافت رہی۔ (دلائل ابونعیم)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان انصاری کا انتقال ہوا جسکی ضعیفہ ماں بہت ہی غریب اور آنکھوں سے مجبور یعنی اندھی تھی۔ اُس کو اپنے نوجوان بیٹے کی موت سے بہت ہی صدمہ اور قلق ہوا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! میں بہت ہی پریشان حال اور اپاہج ہوں۔ اب میری زندگی بالکل تلخ ہو جائیگی۔ آپ اللہ سے دُعا فرمائیے کہ میرا بیٹا زندہ ہو جائے۔ اللہ کو بڑی قدرت ہے۔ موت اور زندگی اُس کے اختیار میں ہے وہ جو چاہے سو کرے۔ کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں۔

حضورؐ نے یہ سُنکر دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ! اس ضعیفہ کے بیٹے کو زندہ کردے۔ تو ہر بات پر قادر ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی دُعا ختم نہونے پائی تھی۔ کہ نوجوان انصاری کفن پہنے ہوئے اُٹھکر بیٹھ گیا اور کہا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

بڑھیا نے جب اپنے بیٹے کی آواز سُنی تو اسکو بے انتہا خوشی ہوئی حضورؐ نے اسی وقت تمام حاضرین کو مدعو کیا اور کھانا کھلایا۔ اُس نوجوان انصاری نے سب کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا اور اپنی ماں کے ساتھ گھر کو چلا گیا۔ حضورؐ کا یہ معجزہ بہت مشہور ہوا۔ (بیہقی)

طہمان الملقب بہ سفینہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا اور جس جہاز میں سفر کر رہا تھا۔ اتفاق سے وہ ٹوٹ گیا بہت سے مسافر غرق ہو گئے۔ لیکن میں ایک بڑے تختہ پر بہتا ہوا ایک جنگل کے کنارے پہنچگیا۔ جب میں وہاں اُترا۔ تو ایک شیر میری طرف جھپٹ کر آیا اور مجھکو ہلاک کرنا چاہا۔ میں نے نہایت اضطرار کی حالت میں اُس سے کہا۔ اے صحرائی جانور! میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کیا ہوا غلام ہوں۔ مجھکو اذیت نہ پہنچا۔ شیر نے جب حضور کا نام سُنا تو اُس کا غرّانا بند ہو گیا اور اُس نے اپنی گردن جھکالی پھر اپنی دُم ہلاکر میرے قریب آیا اور اپنا سر میرے قدموں پر رکھا پھر میرے آگے چلنے لگا۔ میں اُس کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ یہانتک کہ میں ایک شارع عام پر پہنچ گیا۔ پھر وہ شیر ایک صحرا کی طرف روانہ ہو گیا۔

طہمان کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تھا اور میں نے بہت سا اسباب اُٹھایا تھا۔ اس لئے حضورؐ نے میرا لقب سفینہ یعنی کشتی رکھدیا تھا۔ پھر میں اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ (بیہقی)



عاصم بن کلیبؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے جنازے پر تشریف لیگئے جب اُس کو دفن کر دیا گیا تو انصاری کی بیوہ نے حضورؐ کی دعوت کی اور کہا یا رسول اللہ! اگر آپ میرے گھر تشریف لے آئینگے اور کھانا کھا لینگے تو میرا رنج و غم دُور ہو جائیگا۔ حضورؐ نے دعوت منظور فرمالی اور اُس کے مکان پر تشریف لیگئے۔ جب کھانا سامنے آیا اور حضورؐ نے ایک لقمہ مُنہ میں رکھا تو اُسکو فوراً اُگل دیا اور فرمایا جس بکری کا یہ گوشت ہے وہ بغیر اجازت مالک کے ذبح کر لیگئی ہے۔ مرحوم انصاری کی بیوہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے بازار سے بکری خریدنے کو آدمی بھیجا تھا لیکن وہاں بکری دستیاب نہ ہوئی۔ تب میں نے اپنے ایک ہمسائے کے گھر جسکے ہاں

بکری تھی، اپنا آدمی بھیجا۔ وہ ہمسایہ اُس وقت موجود نہ تھا اس لئے اُسکے ایک رشتہ دار نے یہ بکری بھجوادی جو ذبح کی گئی اور جس کا گوشت حضور کے سامنے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوقتادہ رضی سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں جبکہ حضرت عمار بن یاسر رضی خندق کھود رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ اے ابن یاسر! مجھے افسوس ہے کہ تم کو ایک دن باغیوں کا گروہ شہید کرڈالے گا اسکے بعد نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ حضرت عمار رضی کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ معجزانہ پیشینگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ ۳۷ھ ہجری میں ایک باغی گروہ نے حضرت عمار رضی کو شہید کیا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب رضی سے عقد فرمایا تو میری والدہ اُمّ سلیم نے اُس روز چھواروں کا مُربہ بنایا اور پنیر کو گھی میں پکاکر حلوا تیار کیا۔ پھر ایک برتن میں رکھکر مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجاؤ اور یہ کہو کہ یہ کچھ زیادہ نہیں ہے آپ ہی اس کو تناول فرمائیں تقسیم نہ کریں۔ چنانچہ میں وہ کھانا رسول اللہ کی خدمت میں لے گیا اور جو مجھ سے میری والدہ نے کہا تھا وہ میں نے حضور سے کہدیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اچھا اس کھانے کو رکھدو اور جاکر فلاں فلاں اشخاص کو بلالاؤ۔ ان کے علاوہ جو تم کو راستہ میں ملے اُسے اپنے ساتھ لیتے آنا۔ پس میں نے پہلے تو اُن لوگوں کو تلاش کرکے اپنے ہمراہ لیا جن کے نام حضور صلعم نے مجھے بتلائے تھے۔ پھر جو راستہ میں ملتا گیا اُسے ساتھ لیتا گیا۔ یہانتک کہ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔ تب حضور صلعم نے اُس کھانے کو

کھولا اور برکت کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا دس دس آدمی اس کھانے کو کھائیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔ خدا کا نام لیکر اپنے آگے سے کھاؤ۔ ایک جماعت کھانے سے فارغ ہوتی تھی تو دوسری بیٹھتی تھی۔ یہانتک کہ تین ۳۰۰ سو آدمی شکم سیر ہوگئے۔ پھر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس! اب کھانے کے برتن کو دیکھو۔ جب میں نے اُسے دیکھا تو مجھے سخت حیرت ہوئی کہ میں جتنا کھانا لایا تھا اُس میں اُتنا ہی موجود تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک ضعیفہ عورت اپنے نوجوان بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور کہا یا رسول اللہ! میرا یہ نوجوان بیٹا مجنون ہوگیا ہے اور اسکو کوئی ایسا مرض ہوگیا ہے کہ جس سے یہ ہر وقت بےچین رہتا ہے اور زندگی سے بیزار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نوجوان کی طرف غور کے ساتھ دیکھا اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ یہ کہکر اُس نوجوان کے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اُسی وقت بڑے زور شور کے ساتھ اُس نوجوان کو استفراغ ہوا اور ایک سیاہ چیز کُتّے کے پلے کی مانند قے میں نکلی پھر وہ لڑکا بالکل تندرست ہوگیا اور نہایت عقلمندی کی باتیں کرنے لگا۔ (بیہقی)

حضرت ابو قتادہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ "غزوۂ ذی قرد" میں ایک دشمن نے میرے سینہ میں تیر مارا جو سینہ کے پار ہوگیا اور میں تکلیف کی وجہ سے مضطرب و بےچین ہوکر تڑپنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے اپنا لعاب دہن میرے زخم پر لگا دیا۔ لعاب کے لگاتے ہی میری تمام تکلیف رفع ہوگئی اور مجھے چین آگیا۔ (ترمذی)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں خشک سالی واقع ہوئی اور قحط کے آثار نمودار ہو گئے۔ اہلِ مدینہ اضطراب اور پریشانی کی حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا حضور! ہم لوگوں پر مصیبت آنیوالی ہے۔ قحط سالی کے آثار ظاہر ہیں۔ آپ مینہ کیلئے دعا فرمائیے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اُس وقت تک بالکل بارش کے آثار نہیں تھے اور ہر شخص پریشان نظر آتا تھا۔ اہلِ مدینہ کے حاضر ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے حضور دُعا ختم نہ کرنے پائے تھے کہ چاروں طرف ابر چھا گیا اور بادل گرجنے لگے۔ سب لوگ خوش ہو گئے اور اپنے اپنے مکانوں کو جانے لگے۔ اتنے میں بارش ہونے لگی اور خوب مینہ برسا۔ یہانتک کہ آٹھ روز تک آفتاب نظر نہیں آیا۔ اور رات دن بارش ہوتی رہی۔ آٹھ روز کے بعد اہلِ مدینہ بارش میں بھیگتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ! خوب بارش ہو چکی۔ اب دُعا فرمائیے کہ بارش تھم۔ حضورؐ نے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ! مدینہ کے گرد و نواح میں بارش ہوتی رہے جبتک کہ قحط سالی کے آثار دُور نہ ہو جائیں اور مدینہ میں بارش نہ ہو۔ حضور کے دُعا فرماتے ہی مینہ تھم گیا اور بادل پھٹ گئے۔ مدینہ کے گرد و نواح میں بارش ہوتی رہی جسکا حال آنے جانے والوں سے معلوم ہوتا تھا۔ حضورؐ کی دعا کی برکت سے قحط سالی دُور ہو گئی اور ہر شخص اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اسلامی لشکر کے پاس سامانِ خوراک ختم ہو گیا اور لوگوں میں تشویش پیدا ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حال معلوم ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کسی شخص کے پاس تھوڑا بہت توشہ ہے۔ چند لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے توشہ دان میں تھوڑے سے چھوارے پڑے

ہوئے ہیں۔ اُس وقت ایک سفید کپڑا آنحضرتؐ کے سامنے بچھایا گیا اور چھوہاروں کو جمع کیا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ وہ چھوہارے بہت ہی تھوڑی مقدار میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو لپیٹ دیا اور کھڑے ہوکر دعا فرمائی یا اللہ ان میں برکت عطا فرما۔

اسکے بعد حضورؐ نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنے اپنے توشہ دانوں کو لائیں اور بھر کر لیجائیں۔ چنانچہ تمام لوگ اپنے اپنے توشہ دان نکال کر لائے اور ہر شخص اپنے توشہ دان کو خوب بھر کرلے گیا۔ پھر جو چادر کو طول کر دیکھا تو اُتنے ہی چھوہارے موجود تھے جتنے کہ پہلے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ بہت مشہور ہوا۔ (مسلم)

ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر سات اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربانی کے لئے پیش کئے گئے۔ جب آنحضرتؐ نے قربانی کا ارادہ فرمایا تو ہر اونٹ نہایت شوق و ذوق کے ساتھ آگے بڑھتا تھا اور بزبان فصیح یہ کہتا تھا کہ اے اللہ کے رسولؐ پہلے مجھکو اللہ کی راہ میں قربان کیجئے۔ (طبرانی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں ایک ستون کھجور کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرمایا کرتے تھے تو اس ستون سے تکیہ لگایا کرتے تھے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنادیا گیا تو حضورؐ نے اُس نئے منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا۔ حضور خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکبارگی اُس کھجور کی لکڑی کے ستون سے گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی جیسے کوئی مصیبت زدہ آہ و بکا کرتا ہے۔ حضورؐ نے خطبہ بند کردیا۔ اور اُس ستون کے پاس تشریف لیجاکر اُس پر ہاتھ رکھا۔ پھر فرمایا اے ستون گریہ وزاری نہ کر۔ اللہ کے بندے اور رسول

محمدؐ کو مجھ سے اب بھی اُنسیت ہے۔ حضورؐ کے یہ فرمانے ہی گریہ و زاری کی آواز بند ہو گئی۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے لوگو! یہ خشک لکڑی بھی مجھ سے محبت رکھتی ہے اور میری رسالت کی تعظیم کرتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگوں پر جو انسان ہو کر مجھ کی ... اور میری رسالت پر یقین نہیں کرتے ۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کافران قریش نے کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب کر رکھے تھے جن کو وہ اپنا معبود سمجھتے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لے گئے تو اُس وقت حضورؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ حضورؐ نے کعبہ میں داخل ہو کر یہ آیت پڑھی :-

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا	حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا۔ کچھ شک نہیں ہے کہ باطل مٹنے ہی کیلئے ہے۔

اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی سے ہر ایک بُت کی طرف اشارہ فرماکر کہتے تھے کہ تو دُور ہو جا اب یہاں خدائے واحد القہار کی عبادت ہوگی۔ چنانچہ حضورؐ جس بُت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ خود بخود گر پڑتا تھا یہاں تک کہ تمام بُت گر پڑے اور ایک بھی باقی نہ رہا (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر کفار قریش اپنے ہمراہ قبائل بنی نضیر۔ بنی قریظہ۔ بنی غطفان اور یہودیوں کو لیکر آئے تھے۔ اور ... مدینہ پر چڑھائی کی تھی۔ انھوں نے ایک مہینہ ... محاصرہ کیا اور تیر اور پتھر برسائے۔ جب ان کے مظالم

بہت بڑھنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو منتشر فرمادے چنانچہ اُسی وقت بہت زور کی ہوا چلی۔ وہ ہوا اس قدر سرد تھی کہ تمام آدمیوں کے جسم لرزنے لگے اور گرد و غبار سے پریشانی پیدا ہوگئی۔ تب وہ بارہ ہزار آدمیوں کا لشکر بدحواس ہوکر بھاگا اور منتشر ہوگیا۔ ابن خولید اُسدی نے جو کافروں کا سرغنہ تھا کہا کہ محمدؐ نے بڑا زبردست جادو کیا ہے اب مُناسب یہ ہے کہ جلد بھاگ چلو۔ پس سب بھاگ گئے۔

اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نُصِرْتُ بِالصَّبَا" (اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ذریعہ میری مدد فرمائی۔

قرآن مجید میں بھی اس معجزہ کا ذکر آیا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (احزاب۔ ع)

اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تم پر کیا۔ جب تم پر فوجیں چڑھ کر آئیں پھر ہم نے ہوا چلادی اور ایسے لشکر بھیجے جو تم کو نظر نہیں آئے۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب زور کی ہوا چلی تو نہایت سردی معلوم ہوئی اور اس قدر گرد و غبار اُڑا کہ کافر بدحواس ہوگئے۔ اُن کے خیمے اُکھڑ گئے۔ گھوڑے اور خچر رسیاں توڑ کر بھاگنے لگے۔ چولھوں پر سے ہانڈیاں اُلٹ گئیں۔ غرضکہ وہ پریشان ہوکر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ (بخاری)

"نسیم الریاض" میں لکھا ہے کہ ابن ابی طاہرؒ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سراقدس کے چودہ بال تھے۔ جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے جب ابن ابی طاہرؒ حلب گئے تو امیر حلب عبداللہ نے ان سے کہا کہ یہ بال ہمیں دیدو۔

ابن ابی طاہرؒ نے بادلِ ناخواستہ وہ بال امیر حلب کو دیدیے۔ چند روز کے بعد امیر حلب نے ابن ابی طاہرؒ سے کہلا کر بھیجا کہ میں نے سُنا ہے جو بال تم نے مجھکو دیے ہیں ان کے متعلق تحقیق نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یا نہیں۔ ابن ابی طاہرؒ یہ سُن کر امیر کے پاس گئے اور کہا وہ مُبارک بال کہاں ہیں؟ امیر نے وہ بال دکھلا دیے۔ پھر ابن ابی طاہرؒ نے کہا آگ منگوائیے۔ جب آگ منگوائی گئی تو اُنھوں نے بالوں کو آگ میں ڈال دیا۔ آگ بہت تیز تھی۔ اور کچھ دیر تک بال اُس میں پڑے رہے لیکن بالکل نہ جلے۔ تب ابن ابی طاہرؒ نے کہا اے امیر میں نے تم کو یہ بال تبرکا دیدے تھے لیکن تم کو شک پیدا ہو گیا تھا اب تو تم کو تحقیق ہو گیا کہ یہ اُس سراقدس کے بال ہیں جو آتشِ دوزخ سے نجات دلانے والا ہے۔ تب امیر نے ابن ابی طاہرؒ کے قدم چوم لئے اور اپنی غلطی پر اظہارِ افسوس کیا۔



حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ نے ایک کنواں بڑی محنت و کوشش کے ساتھ کھودا لیکن جب اُس میں سے پانی نکلا تو وہ نہایت تلخ اور کھاری تھا۔ اہل مدینہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کنوئیں کا پانی تلخ نکلنے اور اپنی محنت برباد جانے کا حال بیان کیا۔

حضورؐ اُس وقت وضو فرما رہے تھے جب وضو فرما چکے تو وضو کے برتن میں سے تھوڑا سا پانی آپ نے مرحمت کیا اور فرمایا جاؤ اُس کنوئیں میں یہ پانی ڈال دو تلخی جاتی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر جو پانی پی کر دیکھا تو بالکل تلخی نہیں تھی۔

بلکہ اس قدر میٹھا ہو گیا کہ اس سے مدینے میں اس کی برابر شیریں پانی کسی کنوئیں کا نہیں تھا۔ وہ رہتی تھی۔

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ کافروں سے جہاد کرنے کے لیے سفر کر رہے تھے اور رسول اللہ تعالیٰ اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ راستہ اسقدر خشک تھا کہ کہیں پانی کا نشان تک نہیں تھا۔ جب لشکر کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ اور لوگ پریشان ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے پاس تھوڑا سا پانی ہے ہم ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرے لوٹے میں ذرا سا پانی ہے۔ حضورؐ نے وہ پانی منگایا اور لوٹے کو ہاتھ میں لیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس کے بعد سب آدمیوں سے کہا کہ تم اپنے اپنے مشکیزے اور پانی کے برتن لاکر پانی لے لو چنانچہ سب لوگ اپنے اپنے مشکیزے اور برتن لے آئے حضور اپنے ہاتھ سے پانی ڈالتے جاتے تھے اور لوگ اپنے اپنے مشکیزے اور برتن بھر بھر کر خوش ہوتے تھے یہانتک کہ سبھوں نے پانی لے لیا اور سب لوگ پانی پی پی کر سیراب ہو گئے (مسلم)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب مسلمانوں اور کافروں میں مقابلہ ہوا تو بظاہر کافروں کی طاقت زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُٹھی خاک لیکر کچھ پڑھا اور وہ خاک کافروں کی طرف پھینکدی۔ اُس خاک کے پھینکتے ہی کافروں میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور وہ بدحواس ہو کر بھاگنے لگے۔ یہانتک کہ مسلمانوں کو کامیابی اور کافروں کو ذلت نصیب ہوئی۔

اس معجزے کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔یعنی اے محمد! تم نے جو کافروں کی طرف خاک پھینکی تھی وہ درحقیقت تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ دستِ قدرت نے پھینکی تھی جس سے کہ کافر بدحواس ہوکر بھاگ گئے۔ (مسلم)

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ قریش کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کافروں نے حضور کے تعاقب میں بہت سے آدمی روانہ کئے اور انعامات مقرر کئے چنانچہ جس وقت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے کئی میل کی مسافت طے کر چکے تھے۔ اور مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔ اُس وقت ہم نے دیکھا کہ سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے چلا آرہا ہے اور ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ نزدیک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو حکم دیا کہ سراقہ کو نگل جا۔ حضور کے فرماتے ہی سراقہ زمین میں دھنس گیا صرف اُس کا چہرہ نظر آتا تھا۔ تب اُس نے گڑگڑا کر کہا آپ مجھے معاف دیں۔ میں اب واپس چلا جاؤنگا اور قریش کے تمام جاسوسوں کو لوٹا دونگا۔ آنحضرتؐ نے زمین کو حکم دیا۔ اسکو چھوڑ دے چنانچہ وہ زمین سے نکل آیا اور واپس چلا گیا۔ پھر اُس کو جو کوئی راستہ میں قریش کا جاسوس ملتا گیا وہ اسکو لوٹاتا لے گیا کہ میں سب جگہ تلاش کر آیا ہوں ان کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت بلال بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے۔ جب ہم مقام "عرج" میں پہنچے تو ہم نے قیام کیا۔ ہم لوگ خیمے نصب کرنے میں مصروف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے کہ جانبِ مشرق سے آوازیں آنی شروع ہوئیں:-

"اے اللہ کے رسول! آدم کی اولاد سے ذرا علیحدہ ہو کر ہمارے پاس آ جائیے"۔

آنحضرتؐ یہ آوازیں سُن کر ہمارے خیموں سے دُور تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے تنہا جا کر بیٹھ گئے۔ اسکے بعد ہم نے اس قسم کی آوازیں سُنیں جیسے کوئی بحث مُباحثہ کرتا ہے اور لڑائی جھگڑا کرتا ہے لیکن کوئی نظر نہیں آتا تھا تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے نہایت بے تابی کے ساتھ پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیا ماجرا تھا حضورؐ نے فرمایا۔ جنات نے مجھے بلایا تھا اور اسلام قبول کرنیوالے جنوں اور اسلام کی مخالفت کرنے والے جنوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ مجھ سے فیصلہ طلب کیا گیا۔ چنانچہ میں نے یہ کہدیا کہ مسلمان جن جیش میں رہیں اور غیر مُسلم جن غور میں رہیں۔ اور آپس میں نہ ملیں۔ (بیہقی)

حکم بن ابی العاص سے روایت ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے اور چند دیگر کافرانِ قریش نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا قصد کیا اور جہاں آپ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے وہاں ہم چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب رسول اللہ صلعم اُس طرف آئے تو ہم لوگوں نے اپنے ارادۂ فاسد کی تکمیل کرنی چاہی اور آگے بڑھے۔ جب قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت خوفناک صورت قوی ہیکل شخص ظاہر ہوا اور ہولناک آواز میں کہا اے کافرو! کیا اللہ کے رسولؐ کو ستانا چاہتے ہو؟

ہم اِس خوفناک نظارے کو دیکھکر بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہم لوگوں کو ہوش آیا تو فوراً اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ دوسرے روز صبح کے وقت

میرے دل میں خیال آیا کہ بے شک محمدؐ سچے ہیں۔ اللہ نے ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کرکے مسلمان ہوگیا۔ (طبرانی)

اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ابولہب کی بیوی کچھ نجاست اور کانٹے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے لئے گھر سے روانہ ہوئی۔ آنحضرتؐ اُسوقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور میرے والد ابوبکرؓ بھی موجود تھے۔ ابولہب کی بیوی نے حضور پر نجاست اور کانٹے ڈالنے کا قصد کیا اور آگے بڑھی۔ یکایک اُسکی بصارت اور بینائی جاتی رہی۔ اُس نے پکار کر کہا۔ اے محمدؐ! تم بڑے جادوگر ہو اگر تم جادو نہ کردیتے تو میں تم پر نجاست اور کانٹے ڈالتی۔ یہ کہہ کر اُس نے نجاست اور کانٹوں کو ایک طرف پھینکدیا اور دیواروں کے سہارے راستہ ٹٹولتی ہوئی اپنے گھر واپس ہوگئی تو اُس کی بینائی واپس آگئی پھر اُس نے کبھی آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب عتبہ بن ابولہب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا اور مسلمانوں کو زندگی بسر کرنا دشوار کردیا تو ایک روز رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ" (یا اللہ مسلط فرمادے اُس پر اپنے کُتوں میں سے کسی کُتے کو)

جب عتبہ کو اس بددعا کا حال معلوم ہوا تو وہ ضروری سامانِ حفاظت لیکر موضع "زرقاء" ملک شام میں چلا گیا اور اپنی حفاظت کے لئے اُس نے بہت سے ملازم نوکر رکھ لئے اور کہا دیکھوں اب محمدؐ کی بددعا کا اثر کیونکر ظاہر ہوتا ہے۔

ابولہب بھی اُس کے ہمراہ گیا تھا۔ رات کے وقت جب عتبہ سونے لگا تو اُس نے اپنے چاروں طرف آدمیوں کو نگہبانی کے لئے مقرر کیا۔ جب وہ سو گیا تو ایک شیر ظاہر ہوا جسکو دیکھکر نگہبانی کرنے والے بھاگ گئے۔ اُس شیر نے عتبہ کا گلا پکڑ کر چبا ڈالا اور جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شیر غائب ہوگیا۔ جب ابولہب کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت رویا پیٹا۔ اس واقعہ کے بعد ابولہب اور اسکی بیوی کی شرارتیں بھی کم ہوگئی تھیں ؂ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ممالک کے سلاطین کے نام خط بھیجے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو بادشاہ فارس نے حضور ؐ کے نامۂ مبارک کو چاک کرکے پھینکدیا۔

حضور ؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے خاندان سے سلطنت چھین لیگا۔ اور اسکی سلطنت جاتی رہیگی۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی فارس سے مجوسیوں کی سلطنت مٹ گئی۔ نجاشی بادشاہ نے اسلام قبول کرلیا۔ آنحضرت نے اُسکے لئے دُعائے خیر کی۔ ہرقل قیصر روم اور مقوقس شاہ مصر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کی نہایت تعظیم کی اور اظہار عقیدت کیا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہرقل کے خاندان میں (نصاریٰ میں) سلطنت رہیگی جب تک خدا چاہے گا۔ چنانچہ اس وقت تک ہرقل کی قوم میں حکومت اور سلطنت باقی ہے ؂ (الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین)

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ جب زید بن خارجہ ؓ نے وفات پائی

تو اُن کے رشتہ داروں نے ان کے مرنے کی اطلاع ہم لوگوں کو دی۔ چنانچہ
ہم لوگ ان کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ زید بن خارجہؓ کی
نعش سفید چادر سے ڈھکی ہوئی رکھی ہے۔ اور ان کے اعزّا و اقارب رو رہے
ہیں۔ اُس وقت مغرب کی نماز کے لئے مؤذّن نے اذان دی تو سب لوگ نماز
کے لئے تیار ہوئے۔ یکایک زید بن خارجہ کی نعش میں جنبش پیدا ہوئی۔ ہم نے
ان کا چہرہ کھول دیا تو انھوں نے نہایت صاف لفظوں میں کہا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْاَمِیْنُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ فِی الْکِتَابِ الْاَوَّلِ

(محمدؐ اللہ کے رسول امین ہیں اور خاتم النبیین ہیں مطابق نوشتۂ لوحِ محفوظ کے)

پھر چند لمحوں کے لئے خاموش ہوگئے اور پھر انھوں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اس کے بعد بالکل خاموش ہوگئے۔
اور پھر کوئی آواز نہ آئی۔ سب لوگوں نے ان کا چہرہ کھول کر دیکھا اور اُن کی
نبضیں دیکھیں کہ شاید روح باقی ہو لیکن وہ بالکل مُردہ تھے اور بے جان تھے۔
چنانچہ تجہیز و تکفین کے بعد ان کو دفن کر دیا گیا۔

اس واقعہ کی ہر جگہ شہرت ہوگئی کہ مُردے بھی زندہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ بہت سے مخالفین اسلام نے اس
واقعہ کا حال سُن کر توبہ کی اور اسلام قبول کیا:۔ (طبرانی)

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ اکثر میری کمر میں سخت درد
ہوا کرتا تھا جسکی تکلیف سے میں بے تاب ہو جاتا تھا۔ ایک روز میں اُسی درد کی
تکلیف میں مُبتلا تھا کہ میری حالت بہت نازک ہوگئی۔ اُس وقت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ یا اللہ اگر میری اَجل

آگئی ہے تو خاتمہ بخیر ہو جائے تاکہ میں اس سخت و شدید تکلیف سے نجات پاؤں۔ اور اگر ابھی اجل نہیں آئی ہے تو مجھے شفا دے اور اگر امتحان کیلئے یہ تکلیف ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سُن کر میرے سینہ پر ہاتھ رکھدیا اور فرمایا یا اللہ! اس مرض سے علی کو صحت عطا فرما اور آیندہ اس کو یہ مرض کبھی نہ ہونے دے۔ حضور کے یہ فرماتے ہی فوراً میری تکلیف جاتی رہی اور پھر کبھی میرے یہ درد نہیں ہوا۔ میں اُسی وقت اچھا خاصا ہو گیا اور مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ پھر مجھے اگر کسی مرض کی شکایت ہوتی تھی تو میں حضور کے پاس چلا جاتا تھا۔ اور حضور کے دعا فرماتے ہی وہ مرض ہمیشہ کے لئے جاتا رہتا تھا۔

(بیہقی و الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین)

اے عقل سلیم رکھنے والو! اللہ تعالیٰ نے جس مقدس پیغمبر پر اس قدر معجزات و خرق عادات کا ظہور فرمایا۔ اُس سچے رسولؐ کی صداقت و رسالت پر ایمان لاؤ اور سچے مذہب "اسلام" میں داخل ہو کر آخرت کی تباہی سے بچو۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ

بھائی مسلمانو! میں نے اس قسم کے بہت سے رسالے تیار کیے ہیں جو پتہ ذیل سے مل سکتے ہیں، ان کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان ان کو پڑھکر اپنے رسولؐ کے حالات سے آگاہ ہوں اور آریہ سماج کے دھوکہ میں آکر اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں، جسکو ضرورت ہو وہ سب رسالے قیمت دیکر خرید لے۔

حسن نظامی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

مقام دہلی

کتابیں ملنے کا پتہ:۔ دفتر حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی

اسی سلسلہ انسداد ارتداد کے اور رسالے یہ ہیں

اسلامی توحید ۲ر	اسلامی رسولؐ ۳ر	اسلامی رسول کے معجزات ۶ر
اسلام کے ضروری عقائد ۶ر	جانبازِ مسلم ۲ر	حق پرستوں پر ستم ۲ر
تاکید نماز ۳	اسلام کیونکر پھیلا ۳ر	محمدؐ کی سرکار ۸ر
ترغیب حساب	پنواڑی کی دُکان ۳ر	تعلیم خدمت گار ۲ر
حلوائی کی تعلیم ۸ر	خدائی انکم ٹیکس ار	پرندوں کی تجارت ۸ر
ہندو کی نعت ۴ر	ہندو مذہب کی معلومات ۸ر	حلال خور ۸ر
غزنوی جہاد ۸ر	سکھ قوم ۶ر	تمباکو نامہ ۳ر